نذرانہ دل

اردو اور فارسی ادب کی تنقید میں ڈاکٹر سید تقی عابدی صاحب کا جو مقام معین ہو چکا ہے اس سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ انیس، اقبال اور امیر خسرو پر اُن کے مقالوں کی دل آویزی اور افادیت مسلّم ہے۔ یہ سب ان کی دماغی کاوش کا نتیجہ ہے۔ ادبیات کی بارگاہ میں ان کی سالہا سال کی تحقیق نہایت مستند اور خیال افروز ہے۔ ہم اس کے معترف ہیں۔ ان کے تحقیقی مقالے فارسی و اردو ادب میں نہایت محترم مقام رکھتے ہیں۔ بارگاہِ ادب میں ان کی تحریریں "نذرانہ دماغ" کہلائیں گی۔ یہ بہت بیش قیمت تنقیدی سرمایہ ہے۔ تاہم کئی سال کی کوششیں کے بعد عابدی صاحب نے اپنی تمام ادبی تحقیقات سے بلند تر ایک اور قیمتی خزانہ پیش کیا ہے جو ذہنی کاوش سے کہیں برتر ارفع و عالی حیثیت رکھتا ہے یہ عقیدت و ارادات کے مقدس حریم سے برآمد ہوا ہے۔ یعنی حمد، نعت اور منقبت پر مشتمل اشعار جو آج آپ کے ہاتھ میں ہیں اُن کی قلبی گہرائیوں سے نکلے ہیں۔ گرے کے الفاظ میں ان جواہر پاروں کو جو دل کی عمیق تہوں سے نظر افروز ہوتے ہیں۔

Full many a gem of the purest ray serene.
The dark unfathomed caves of ocean bear.

کہا جائے تو بالکل درست ہے۔ ان منظومات کو خاکسار راقم "نذرانہ دل" کہتا ہے تاہم اس پاکیزہ تصنیف کا صحیح نام "جوشِ مودّت" ہے۔ کتاب کا یہ عنوان میرے تجویز کردہ نام سے زیادہ موزوں ہے کیونکہ اس میں الفت و عقیدت کا جذبہ پورے جوش و جلال و جمال کے ساتھ موج زن ہے۔ یقین ہے کہ صاحبِ ذوق قاری اس احساسِ مودّت میں میرے ہمنوا ہوں گے۔

پروردگارِ عالم اور اس کے سید المرسلین رسولؐ اور اہلبیتِ اطہارؑ کی بارگاہ میں ہدیہ دل پیش کرنا ہمارے شعرا کا شیوہ ہے۔ جس میں ابو طالبؑ، حسّانؔ، فرزدقؔ، فردوسیؔ، سنائیؔ، رومیؔ، حافظؔ، جامیؔ، انیسؔ، محسنؔ کاکوری،

امیر مینائی، علامہ اقبال، بہزاد لکھنوی، دلورام کوثری، جوش ملیح آبادی، وغیرہ بے شمار سخن ور شامل ہیں۔ اس پاکیزہ فہرست میں اب ڈاکٹر عابدی کا نذرانۂ دل ہمارے مذہبی سرمایہ میں قابل قدر اضافہ ہے۔ ان سب باکمالوں کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ ان کے قلم سے محبت و مودّت کے چشمے ابل رہے ہیں۔ جو خالقِ عالم کے قرآنی فرمان "الاالمودۃ فی القربیٰ" کی تعمیل ہے۔ اسی قرآنی برکت سے ان کی تاثیر جاودانی ہے۔ اہلبیتِ اطہارؑ کی شان میں علامہ اقبال کے یہ اشعار ہمیشہ کے لئے ہمارے ذہن پر ثبت ہو چکے ہیں۔

مریم از یک نسبتِ عیسیٰ عزیز — از سہ نسبت حضرتِ زہراؑ عزیز

نورِ چشمِ رحمۃٌ للعالمینؐ — آں امامِ اولین و آخرین

بانوئے آں تاجدارِ ہل اتیٰ — مرتضیٰؑ، مشکل کشاؑ شیرِ خدا

مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق — مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق

نقشِ اِلّا اللہ برصحرا نوشت — سطرِ عنوانِ نجاتِ مانوشت

تفصیلی مثالیں پیش کرنے کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔ اختصار کے ساتھ اتنا کہنا واجب ہے کہ ڈاکٹر سید تقی عابدی اسی قافلۂ شوق میں شامل ہیں۔ الفت و مودّت کے کاروان میں اُن کی متاعِ شعر و سخن کی جو قیمت ہے اسے ان چند اشعار کی روشنی میں معین کرنا بہت آسان ہوگا۔

گردشِ چرخ ہے قبضے میں اُنہی بندوں کی
زیرِ شمشیر جو کرتے ہیں عبادت تیری

محمدؐ کا مقام و مرتبہ ہوجائے گا روشن
اگر حیدرؑ کے رتبہ کا تجھے اقرار ہوجائے

علیؑ کا عشق تو چہروں سے ایسا ظاہر ہے
کھلے لفافے میں جیسے جواب رکھتے ہیں

بہت پھیلے ہوئے ہیں مرحب وعنتر زمانے میں
الٰہی ذوالفقارِ حیدری ؑ کا وار ہو جائے
کسی کو کیسے سُلاتے رسول ؐ بستر پر
گلاب کی جگہ آخر گلاب رکھتے ہیں
دیکھو تقی کے ہاتھ میں کوثر کا جام ہے
کیوں کہ یہی تو شاعرِ خیرالانام ؐ ہے
اختیارِ شوق اتنا ہو گیا ہے موت پر
جب تلک حیدر ؑ نہ آئیں دم نکل سکتا نہیں
جب بھی علی ؑ کی مدح لکھا یوں لگا مجھے
دفتر تمام ہو گیا اور کچھ کہا نہیں
اس واسطے ولا کی مہک ہے کلام میں
لکھواتے ہیں امام ؑ لکھے جا رہا ہوں میں

قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ مصنف کے کلام میں ادبی محاسن جس حُسن و کمال سے جلوہ گر ہیں اُتنے ہی جمال و جلال سے مودّت کا جوش بھی اس تصنیف میں موج زن ہے۔ یقین ہے کہ ذی علم قاری اس کا احساس مجھ سے زیادہ خود کر سکیں گے۔

خاکسار راقم
سید ناظر حسن زیدی
(ڈاکٹر ناظر حسن زیدی ایم اے پی ایچ ڈی)
پروفیسر اردو و فارسی۔ گورنمنٹ کالج لاہور
ویزٹنگ اسکالر۔ کولمبیا یونیورسٹی۔ نیویارک